

مولانا عرفان الحق اظہار حقانی *

جناب شفیق الدین فاروقی کی رحلت

ماہنامہ ”الحق“ کے معاون مدیر، جامعہ دارالعلوم کے کوارڈینیٹر، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق ” کے خادم خاص، مولانا مفتی محمود کے اسارت کے رفیق، حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کے خصوصی معاون، رفیق سفر و حضر اور ان کے داماد جناب شفیق الدین فاروقی صاحب تقریباً ڈیڑھ برس کی طویل علالت کے بعد بروز جمعرات ۲۴ جولائی ۲۰۱۳ء بوقت صبح پونے آٹھ بجے انتقال فرما گئے۔ ان اللہ وان الیہ راجعون۔ گزشتہ سال ڈاکٹروں نے مرحوم کے کینسر کی تشخیص کی اور یوں پہاڑ کی طرح ایک فولادی شخص کچھ ہی عرصہ میں مشمت استخوان بن گیا۔

دیکھو جسے ہر راہ فنا کی طرف رواں ترے محل سرا کا یہی راستہ ہے

حدیث شریف ہے کہ کن عالماً او متعلماً او خادماً ولا تکن رابعاً فتنھلک کہ دنیا میں عالم بنو، یا طالب علم اور یا ان کے خادم بن جاؤ اس کے علاوہ چوتھے نہ بنو۔ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ ہمارے ممدوح شفیق صاحب نے پوری زندگی علم اور اہل علم کی خدمت میں صرف کر کے خود کو کامیاب و با مراد بنالیا۔ اور ان کی یہی تگ و دو نجات آخرت کا ذریعہ ہوگی۔ اس لئے کہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ المرء مع من احب یعنی انسان جس کے ساتھ محبت رکھے اُسی کے ساتھ قیامت میں اُس کا حشر ہوگا۔

عظیم سعادت: فاروقی صاحب کو اللہ نے ۲۷ رمضان کی رات اور شب جمعہ کی موت جیسی عظیم سعادت سے نوازا۔ دوسری طرف رمضان کی سخت ترین گرمی ان کے رحلت پر نہ صرف خنکی اور ٹھنڈی ہواؤں میں بدل گئی بلکہ آسمان نے بارش برسا کر بکت علیہ السماء (آسمان اس کی رحلت پر رویا) کا منظر پیش کیا۔ جنازہ اسی روز اکوڑہ خٹک کی عید گاہ میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی خواہش اور اصرار پر محدث دوران، نمونہ اسلاف شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ کی اقتداء میں پڑھایا گیا۔

* مدرس جامعہ دارالعلوم حقانہ اکوڑہ خٹک

جس میں ہزاروں علماء، صلحاء، طلباء دارالعلوم حقانیہ کے وابستگان اور عوام الناس نے شرکت کی، پھر انہیں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ، مولانا عبدالحق جہانگیروی فاضل دیوبند اور مولانا اخونزادہ شیخ الحدیث افغانستان کے پہلو میں راحت دائمی کی جگہ ملی۔

اوصاف و کمالات: اللہ نے اُن کو خودداری، تواضع و انکسار، معاملہ فہمی، جذبہ خدمت، خندہ پیشانی، حلم و بردباری اور تحریر و مطالعہ کے عمدہ ذوق جیسے اعلیٰ صفات سے نوازا تھا۔

وفات سے ایک دو روز قبل گھر والوں سے کہا کہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق کی ڈرائیونگ کیلئے جارہا ہوں، گویا انہوں نے اپنے چل چلاؤ کی اطلاع دے دی۔ شیخ الحدیث صاحب جب اسمبلی اجلاس کے لئے تشریف لے جاتے تو فاروقی صاحب اکثر اوقات ڈرائیونگ کی خدمت انجام دیتے تھے۔ مرحوم نے ۷۰ء کی دہائی میں اکوڑہ خٹک آ کر بانی دارالعلوم حقانیہ اور مولانا سمیع الحق کی صحبت اختیار کی۔ ملکی اور غیر ملکی اسفار میں ان کے معتمد خاص کے طور پر ساتھ رہتے اور یہ رشتہ مرتے دم تک نبھاتے رہے۔ چونکہ آپکا تعلق جدید تعلیم یافتہ طبقے سے تھا اس لئے دارالعلوم میں آ کر بھی ایک عرصے تک اس کا رنگ آپ پر نمایاں رہا، ماڈرن لباس زیب تن کئے رہتے، تاہم بالآخر اُن کی باطنی نجابت و طہارت نے ان کی صورت اور حلیہ پر غلبہ پالیا۔

سوانحی احوال: ان کی سوانح کچھ یوں ہے کہ آپ جناب معین الدین بن نظام الدین فاروقی کے ہاں ۲۷ مئی ۱۹۳۹ء کو ابو محملہ راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ نسلاً آپ فاروقی یعنی حضرت عمر فاروقؓ کے خاندان سے تھے۔ آپکے والد اور دادا مرحوم ہندوستان کے شہر امر وہہ سے ہجرت کر کے تقسیم ہند سے قبل یہاں آ کر آباد ہوئے۔ میٹرک تک تعلیم کنوینٹنٹ بورڈ سکول راولپنڈی میں حاصل کی اور پھر گورنمنٹ کالج سے بی اے کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۶۸ء میں آپ کے والد جو کہ آرمی ورکشاپ میں ملازم تھے، کراچی منتقل ہو گئے۔ تعلیم کی تکمیل پر آپ کی تقرری ملازمت کے سلسلے میں آرڈیننس اکاؤنٹ جنرل میں ہوئی۔ پھر آپ کا تبادلہ پی او ایف واہ میں ہوا۔ چند برسوں تک یہیں ملازمت کی۔ مرحوم مولانا قاری سعید الرحمن صاحب نئے نئے اکوڑہ خٹک سے جامعہ اسلامیہ راولپنڈی حضرت شیخ الحدیث کی خواہش پر منتقل ہوئے تھے۔ شفیق صاحب کا گھر اس مسجد کے بالکل قریب تھا۔ انکے والد اہل علم سے محبت کی بناء پر قاری سعید الرحمن صاحب کی خدمت میں لگ گئے۔ قاری صاحب نے بھی شفیق صاحب

کی ایک بیٹی کی طرح تربیت اور پاسداری کی، مولانا سمیع الحق اور قاری صاحب مرحوم کی بچپن سے جگری دوستی تھی اور ہفتہ دس دن میں قاری صاحب کے ہاں آنا جانا رہتا یہ دوستی شفیق صاحب اور ان کے خاندان سے تعارف و تعلق کا بھی ذریعہ بن گئی۔

دارالعلوم حقانیہ کی خدمت سرکاری نوکری سے مستعفی ہونا: رفتہ رفتہ یہ تعلق اتنا مضبوط ہو چلا کہ آپ نے سرکاری نوکری سے استعفیٰ دیکر دارالعلوم حقانیہ کی خدمات کیلئے خود کو وقف کر دیا، مادیت اور نفسا نفسی کے اس دور میں سرکاری نوکری چھوڑنا اور مدرسے کی معمولی تنخواہ زہد و قناعت بلکہ فقر و فاقہ کو ہنسی خوشی اختیار کرنا بڑے دل گردے کی بات تھی لیکن جن کی نظر اُخروی لا زوال انعامات اور سعادتوں پر ہوان کیلئے یہ معمولی بات ہے۔ اکوڑہ خٹک آ کر پھر آپ ادھر ہی کے ہو کر رہ گئے۔

قناعت اور خودداری کی مثال: اپنی خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے ماہنامہ ”الحق“ کی ادارت تصنیف و تالیف، طباعت و اشاعت کے کاموں کے علاوہ دارالعلوم کے ہر انتظامی یا تعمیری منصوبوں کو کلیدی کردار ادا کرتے رہے۔ مولانا سمیع الحق کے پچیس تیس سالہ پارلیمانی زندگی میں آپ ان کے قریب ترین شخص اور سیکرٹری ہونے کی وجہ سے وزراء اعیان حکومت، سربراہان مملکت تک کی انتہائی بے تکلفی ربط و تعلق اور رسائی حاصل رہی۔ وہ اس تعلق سے بڑے کاروباری مفادات حاصل کر سکتے تھے مگر سیاسی میدان میں اس سارے تعلقات سے اپنا کوئی ذاتی فائدہ، عہدہ، منصب اور کاروبار تو بڑی بات کہ ایک پائی کا فائدہ بھی نہ اٹھایا جبکہ آخر تک انتہائی تنگی اور عسرت سے وقت گزار کر خدمات انجام دیتے رہے۔ یہ قناعت اور خودداری ایک مثال رہیگی۔ اکابرین کیساتھ گزرے ہوئے کچھ لحاظ کی روداد جو احقر نے اُن سے سُنی وہ پیش خدمت ہے:

۱۹۷۷ء کے ہنگامہ خیز الیکشن اور طوفانی واقعات کے دوران شفیق صاحب نے مولانا سمیع الحق کی رفاقت و معیت کی خاطر خود گرفتاری دی۔ اور آخر دم تک ہری پور جیل میں ساتھ رہے۔ جہاں دونوں حضرات کو پہلے سے گرفتار مفتی مولانا محمود کی خصوصی رفاقت ملی۔ جس کی تفصیل شفیق صاحب کے قلم سے ”الحق“ میں شائع ہو رہی ہے۔ الیکشن کے آغاز میں مولانا عبدالحق مرحوم کے مخالف امیدوار جناب نصر اللہ خٹک جو سرحد میں بینپل پارٹی کے وزیر اعلیٰ تھے، نے مولانا کے بٹھانے کے لئے ہر حربہ آزمائے کے باوجود کامیاب نہ ہو سکنے پر انہیں جعلی کاغذات کے ذریعے شیخ الحدیث کے الیکشن سے دستبردار ہونے کا اعلان کیا۔ معاملہ الیکشن کمیشن لے جایا گیا، صبح اسلام آباد میں پیشی تھی راتوں رات حضرت کو خفیہ اسلام آباد پہنچنا تھا۔ ڈرائیونگ شفیق صاحب نے کرنی تھی، حکومت سرحد اور وفاقی حکومت کو پتہ چلا

اور انہیں اسلام آباد داخل ہونے سے روکنے کا منصوبہ بنایا، اسلام آباد وراولپنڈی کے ترنول پھانک پر سرکاری گاڑیوں نے گھیرے میں لے لیا مگر شفیق صاحب نے کمال ہوشیاری سے ساری منصوبہ بندی ناکام بنادی۔ سارے ناکوں پر چکمہ دے کر حضرت کو ایک محفوظ گھر پہنچا دیا۔ حکومت ناکام ہوئی اور مولانا مرحوم کو صبح الیکشن کمشنر جناب سجاد احمد خان کی عدالت میں پہنچا دیا۔

اسمبلی میں حضرت شیخ الحدیث کی معاونت اور ان پر اعتماد کا مظہر: قومی اسمبلی میں صدر، وزیراعظم یا کسی بھی مرحلے پر ممبران کو ووٹ دینا پڑتا تو قومی اسمبلی کی خصوصی اجازت پر شفیق صاحب کو اسمبلی کے اندر بھی پیکیجر کے روسٹرم تک حضرت شیخ الحدیث کو سہارا دینے اور ووٹ ڈالنے میں معاونت کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ یہ حضرت شیخ الحدیث کا ان پر بھرپور اعتماد اور بھروسے کا مظہر ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے بارے میں فرمایا کہ ایک دفعہ میں دفتر الحق میں مصروف کار تھا کہ اچانک دارالعلوم کے ناظم نے مجھے کہا کہ شیخ الحدیث آپ کو یاد فرما رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہاں ہیں؟ تو بتایا گیا کہ دفتر اہتمام سے گھر کی طرف روانہ ہو چکے ہیں اور سڑک پر گاڑی میں تشریف فرما ہیں۔ میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا کہ کیا ایسی بات ہے کہ سڑک پر رُک کر مجھے یاد کر رہے ہیں۔ حاضر خدمت ہوا اور سلام کیا اور پھر عرض کیا کہ حکم فرمائیے تو حضرت مسکرائے تو سرخ رنگ کا ایک تازہ گلاب کا پھول عنایت کیا اور فرمایا کہ بس یہی دینے کے لئے بلایا تھا۔ اس پھول کی تعبیر شیخ الحدیث کی پوتی سے رشتے کی صورت میں آٹھ سال بعد ظاہر ہوئی۔ شفیق صاحب مولانا عبدالحقؒ کی کرامات کے بارے میں کہتے تھے کہ ایک دفعہ رمضان کے مہینے میں مولانا عبدالحقؒ نے شفیق صاحب کو اطلاع دی کہ راولپنڈی میں ایک جنازہ میں شرکت کیلئے جانا ہے۔ اگر تکلیف نہ ہو تو مجھے پنڈی لے جاؤ۔ یہ وہ زمانہ تھا جب دریائے انک پر انگریز کے زمانے کا پرانا پل تھا، اس پل سے اکوڑہ اور پنڈی کی مسافت سو ادو گھنٹے سے کم نہ تھی جبکہ جنازہ کیلئے ڈیڑھ گھنٹہ کا وقت رہتا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت! بظاہر تو پہنچنا مشکل ہے، حضرت نے کہا کہ روانہ ہو جاؤ ان شاء اللہ وقت پر پہنچ جاؤ گے۔ یہ ان کی کرامت تھی کہ ٹھیک ڈیڑھ گھنٹے میں ہم جنازہ گاہ پہنچ چکے تھے۔

ایک دوسرے موقع پر شیخ الحدیثؒ کو رمضان کے مہینے میں عصر کے بعد اکوڑہ خٹک کیلئے روانہ کیا تو شیخ الحدیثؒ نے فرمایا کہ اظہار اکوڑہ خٹک میں اپنے گھر پر کریں گے۔ چنانچہ راستے میں منہمکپ کے قریب گاڑی اچانک بند ہو گئی۔ تو حضرتؒ نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا کہ شاید گاڑی گرم ہو گئی ہے۔ میں دیکھتا ہوں۔ مجھے اندازہ ہوا کہ ریڈی ایٹر میں پانی کم ہے قریب سے پانی لایا اور دو ڈبے ڈالے، لیکن پھر بھی پانی کم معلوم ہو رہا تھا۔ چار پانچ ڈبے ڈالنے کے بعد حیرت کی انتہا ہوئی کہ

پانی نیچے بھی نہیں گرتا اور ریڈی ایٹر بھی نہیں بھرتا ہے۔ پریشان ہو کر اسی حالت میں بند کر کے گاڑی سٹارٹ کرنے کی کوشش کی اور گاڑی سٹارٹ ہو گئی۔ اسی حالت میں روانہ ہوئے گاڑی کے انجن سے عجیب و غریب آوازیں نکل رہی تھیں اور جھلکے بھی لگ رہے تھے، کہیں کہیں گاڑی بند بھی ہو جاتی اور پھر دوبارہ روانہ ہو جاتی۔ اسی حالت میں ہم گھر پہنچے تو مغرب کی اذان شروع ہوئی۔ اس طرح حضرت کے ارشاد کے مطابق ہم اخطاری کے وقت گھر پہنچ گئے۔ اگلے دن ملکینک کو گاڑی دکھائی تو اُس نے پورا انجن کھولا تو دیکھا کہ دوپسٹن اور کنکٹنگ راڈ ٹوٹنے کے باوجود بھی انجن کا سٹارٹ رہنا اسباب کے اعتبار سے ناممکن تھا لیکن اللہ نے ایک ولی کی بات پوری کرنی تھی کہ اخطار گھر میں کریں گے۔

اسارت کے دوران حضرت مولانا مفتی محمود کی رفاقت اور یادیں: ہری پور جیل کی ڈائری کے مطالعہ کرنے پر معلوم ہوگا کہ حضرت مفتی محمود صاحب کی فاروقی صاحب مرحوم کے ساتھ کس حد تک محبت، شفقت اور قریبی تعلق خاطر رہا۔ شفیق صاحب لکھتے ہیں

☆ صبح کے وقت احاطہ میں موتیا کے بیلوں سے تقریباً ایک پاؤ کے قریب پھول اترتے ہیں۔ میں انہیں جمع کر کے نصف مفتی صاحب کو دے دیتا ہوں اور نصف مولانا کے کمرے میں رکھ دیتا ہوں جس سے تمام کمرہ کی فضاء معطر ہو جاتی ہے مفتی صاحب نے آج پھول دیکھ کر فرمایا کہ تمام پھولوں میں لطیف ترین پھول گلاب کا ہے۔

☆ دوپہر کے کھانے سے پہلے مفتی صاحب نے ہمیں ایک کنال معلوم کرنے کا طریقہ بتایا اور پھر عملاً مجھے احاطہ نمبر ۹ کی پیمائش کرنے کی تربیت دی۔ پھر حالات حاضرہ پر تبصرہ ہوتا رہا۔ رات کا کھانا کھا کر خبریں سنیں۔ مفتی صاحب نے بتایا کہ آج کسی وقت مجھے ایسٹ آباد ریٹ ہاؤس میں منتقل کر دیا جائے گا۔ ہم نے مفتی صاحب کو کہا کہ انکار کر دیں۔ ہم بھی رات کو احاطہ نمبر ۹ میں ہی ٹھہر گئے تاکہ رات کو مفتی صاحب کو منتقل نہ کر سکیں۔ (بحوالہ ڈائری)

☆ مفتی صاحب کی ہیرک میں اب روز آنے کا معمول بن چکا ہے کہ راقم الحروف اور سمیع الحق صاحب صبح ۱۰ بجے چائے مفتی صاحب کے ہمراہ پیتے ہیں۔ اس دوران کوئی اور شخص موجود نہیں ہوتا اور خوب بات چیت ہوتی ہے کبھی میں اور مولانا سمیع الحق ایک گروپ بن کر مفتی صاحب کو تنگ کرتے ہیں اور کبھی راقم الحروف مفتی صاحب کی تائید کرتے ہوئے مولانا صاحب کو تنگ کرتے ہیں۔ ابھی تک مجھے دونوں حضرات نے نشانہ ہدف نہیں بنایا ہے۔ (بحوالہ ڈائری)

پسماندگان: مرحوم کے پسماندگان میں دو بیٹے عمار شفیق اور حذیفہ شفیق، دو بیٹیاں اور اہلیہ شامل ہیں۔ جناب شفیق الدین فاروقی کی رحلت نہ صرف حقانی خاندان بلکہ دارالعلوم حقانیہ سے وابستہ لاکھوں علماء و صلحاء کیلئے بہت بڑا سانحہ غم اور ناقابل تلافی نقصان ہے۔ ان کی تعزیت کا سلسلہ تا ہنوز جاری ہے۔ مدارس میں ان کے ایصال ثواب کیلئے قرآن خوانی کی جارہی ہیں۔

قارئین سے بھی مرحوم کی مغفرت و رفع درجات اور پسماندگان کے صبر کیلئے دعاؤں کی اپیل کی جاتی ہے۔